Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 7, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com
Research Article

طاہرہ ناہید
پی ایچ۔ڈی ریسرچ اسکالر۔وفاقی جامعہ برائے فنون،سائنس اور ٹیکنالوجی،اسلام آباد
ڈاکٹر فہمیدہ تبسم
ایسوسی ایٹ پروفیسر،وفاقی جامعہ برائے فنون،سائنس اور ٹیکنالوجی،اسلام آباد

ارشد چہال کے ناول بہاڑ گلی کا ماحولیاتی جائزہ

Tahira Naheed
Ph.D Research Scholar Federal Urdu University arts science and technology, Islamabad
Dr. Fehmeda Tabassum
Associate Professor Federal Urdu University arts science and Technology, Islamabad

An Ecocritical Analysis Of Arshad Chahal's Novel Bayad Gali

Arshad Chahal is a renowned novelist, poet, and playwright, born in 1960 in Saadat Pur village, District Gujrat. He has written poetry in both Urdu and Punjabi and has authored one Punjabi novel and two Urdu novels. His Punjabi novel, Cheeran Di Chhaan, has won the Waris Shah Award and the Masood Khadar Posh Award, both conferred by the Academy of Letters. Chahal's novel Bad Gali was published in 2004. In this novel, he beautifully describes the environment and ecological pollution, creating a sense of reality for the readers. He highlights deforestation as a significant cause of increasing environmental pollution. Trees are crucial for human survival, and their removal leads to issues such as global warming, landslides, floods, and both air and soil pollution. The illegal and forceful logging by the timber mafia, along with the limited resources of forest departments, contribute to the depletion of forests. The indiscriminate cutting of environmentally friendly trees is further exacerbating environmental pollution.

Keywords: Environment, Pollution,Environmental Pollution,Global Warming,Forest Conservation, Timber Mafia,Forest Officer, Landsliding, Forest Act

رب ذوالجلال نے ہمیں خوبصورت دنیا عطا کی اس کے زمین واسمان کو مختلف رنگوں سے سجایا اور ہمیں ایک فطری ماحول عطا کیا یہ خوبصورت دنیا ایسے ہی نہیں بن گئی انسان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے سے اس کا ارتقا ہوا اور رفتہ رفتہ ایک حسین قدرت کا شاہکار وجود میں ایا جس میں نیلا اسمان اس پر چمکتے ستارے ہمارے سروں پر سایہ کیے ہوئے ہیں دریا پہاڑ اونچے درخت اور درختوں پر پھلوں اور پھولوں کے گچھے اور ان سرسبز وادیوں میں جھومتے اور گاتے پرندے اور انسان کی خوراک کے لیے جانور پیدا کیے۔

اور یہ سب ایک نظام کے تحت چلتے ہیں سورج اپنے وقت پر نکلتا اور غروب ہوتا ہے موسم اپنے وقت پر بدلتے ہیں زمین سورج کے گرد اپنے وقت پر گردش مکمل کرتی ہے اور دن رات بدلتے ہیں۔ ہمیں اپنے پروردگار کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے سب سے ضروری ہمارے سانس لینے کے لیے ہوا پینے کے لیے صاف پانی بادلوں سے برسایا اور زندگی کے نظام چلانے کے لیے سورج source of nergy. جو زندگی کے لیے بہت ضروری ہے ہمیں اس رب کا شکر گزار ہونا چاہیے جس نے اتنی حسین دنیا عطا کی لیکن انسان ان تمام چیزوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور خوشی محسوس کرتا ہے لیکن ان سائنسی اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے جہاں انسان کے لیے اسائشیں مہیا کی وہیں پر ہمارے اس ماحول کو پراگندہ کر دیا اور اج انسان ماحولیاتی الودگی کا شکار ہے۔ آلودگی.

الودگی سے مراد گردوپیش کے ماحول کو الودہ یا گندا کرنا ہے۔"

ماحول میں ایسے اجزاء شامل کرنا جس کی وجہ سے ماحول میں منفی اور ناخوش گوار تبدیلیاں واقع ہوں۔"(1)

الودگی سے مراد گند، آلائش نجاست، وغیرہ ہے

یہ زمین و اسمان اور قدرتی ماحول جس میں ہر زی روح کی پیدائش ہوئی وہ ماحول اسی انسان کی لاپرواہی اور منفی رویوں کی وجہ سے الودہ اور پراگندہ ہو گیا۔انسان نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں بہت ترقی کی اور اپنے ارام اور اسائش کے لیے بہت سی سہولیات کو حاصل کیا لیکن اس نے اپنے مفادات کے لیے اس خوبصورت اور قدرتی ماحول کی پرواہ نہیں کی اور اور اپنی مفاد پرستی اور منفی سوچ اور رویوں کی وجہ سے ماحول کو ماحولیاتی الودگی جیسے مسائل سے دوچار کیا۔ماحولیاتی الودگی سے مراد:۔

"وہ صورتحال ہے جب فضا پانی اور زمین ماحول یا ماحول میں نقصان دہ مادے یا کیمیکل شامل ہو جائیں جو انسانی صحت پر جانوروں پودوں اور قدرتی نظام کو نقصان پہنچاتے ہیں یہ الودگی فیکٹریوں کے دھوئیں کیمیکل فضلہ پلاسٹک شور اور دیگر ذرائع سے پیدا ہوتی ہے۔(2)

زمین ہمیں خوراک رہائش اچھا ماحول قدرتی نظارے سب دیتی ہے لیکن ہم اپنے مفادات کے لیے اس کے درخت کاٹ رہے ہیں درخت اس میں بسنے والے پرندوں کے مسکن ہیں ۔جو ختم ہو رہے ہیں۔ماحول آلودہ ہو رہا ہے۔پینے کا صاف پانی ختم ہو رہا ہے۔ہمیں اس بات کا احساس تک نہیں۔یہ زمین کبھی ہم سے شکایت نہیں کرتی لیکن ہمیں کچھ اشارتا بتاتی رہتی ہے اور ہم سب ناسمجھ بنے ہوئے ہیں بے موسم شدت کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ گرمی بڑھ رہی ہے گلیشیئر پگھل رہے ہیں سمندر کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے۔

ترجمہ:۔ "اور زمین میں بگاڑ پیدا نہ کرو"(3)

انسان اپنی ترقی پر بہت خوش ہے لیکن اس کو یہ معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا کھو رہا ہے جس کا کوئی بدل ہی نہیں یہی وقت ہے ہمیں جاگنے کے لیے اور سوچنے کے لیے کہ کہاں کمی رہ گئی۔

"زمین کا زیادہ تر حصہ پانی پر اور باقی خشکی پر مشتمل ہے خشکی کے ماحول میں پہاڑوں میدانوں اور صحرائی علاقہ جات کا ماحول اور اپ بھی ماحول میں پہاڑی چشم ندی نالے اور زیر زمین پانی کے ذخائر جھیلیں ٹوبے اور تالاب شامل ہیں زمین کر اعرض کا صرف ایک چوتھائی حصہ ہے۔(4)

انسان نے اپنی ترقی کے لیے مشینیں ایجاد کی ان مشینوں کے بننے میں ایندھن کا بیجا استعمال ہوا اور ایندھن کی وجہ سے وسائل اور ماحول میں الودگی بڑھی اور ماحولیاتی الودگی(Enviornmental pollution) سے پرند چرند ابی جانور کیڑے مکوڑے سب کی زندگی پر برے اثرات مرتب ہوئے جس کی وجہ سے کچھ نباتات اور حیوانات کی نسلیں ختم ہو گئیں۔ہوا پانی مٹی زمین اور اسمان اور اس پر پیڑ پودے سب پر الودگی کی وجہ سے خرابی پیدا ہو رہی ہے.

"ماحول دراصل مختلف خولوں کا مجموعہ ہے زمین کے اوپر کی سطح سے کچھ کلومیٹر تک کی دوری تک ایک خول میں جو بھی اتا ہے وہ ماحول یا انوائرمنٹ ہے۔اور یہ خول بائو سفائر(Biosphere) ہے اس میں بائیوٹک(Biotic) وہ ہے جو جاندار ہے اور ابیوٹک(Abiotic) وہ ہے جو جاندار نہیں ہے بے جان ہے بائیوٹک میں انسان چڑیاں جانور پیڑ پودے سب اتے ہیں اور ابیٹک میں ہوا، پانی، مٹی وغیرہ آتے ہیں۔(5)

قدرت نے بے بہا خزانے عطا کیے ہوا پانی سورج مٹی پیڑ پودے اور جنگل معدنیات، انسان نے ان تحائف کو سراہا اور لطف اندوز بھی ہوا لیکن ترقی کے نام پر زمین کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہیں زیادہ پیداوار کے لیے اس پہ ادویات کا استعمال اور مصنوعی کھاد کا استعمال کیا اور زمین اور پانی کو زہر الود کر دیا۔آگ اور دھوئیں سے فضا کو الودہ کیا اور گلوبل وارمنگ کو جنم دیا اور اس کے درجہ حرارت میں اضافہ ہوا۔

ہاؤسک سوسائٹیز بنائیں اور زرعی زمین کو ختم کرنا شروع کر دیا ان سوسائٹیز کے بنانے سے اور کبھی معدنیات کے حصول کے لئے کبھی لکڑی کے لئے جنگلات کا صفایا کر دیا گیا۔اس بارے میں مجید امجد کے اشعار

" بیس برس سے جو کھڑے تھے اس

گاتی نہر کے دوار۔

جھومتے کھیتوں کی سرحد پر بانکے پہرے دار۔

گھنے سہانے چھاؤں چھڑکتے لدے چھتنکار

بیس ہزار میں بک گئے سارے ہرے بھرے اشجار"(6)

اس زمین کی خوبصورتی کو الودگی میں مفادات کی خاطر بدل دیا چند پیسوں کے سالہا سال سے لگے ہوئے درختوں کو بے دریغ کاٹا اگر ہم نئے پودے لگا بھی لیں تو وہ اپنی ایک مدت لیتے ہں بڑا ہونے میں۔ پہلے سڑکوں کے اطراف درخت ہوا کرتے تھے لیکن وہ درخت نہیں ہیں۔ وہ پرندوں کے مسکن ختم ہوئے تو پرندوں نے بھی چہچہانا چھوڑ دیا۔ جیسے ہم سے شکایت کر رہے ہوں۔ بہت سے پرندے ناپید ہو گئے۔ یہ سب ملکر خوشگوار ماحول بناتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق :۔

"ہمارے پاس 4000 کروڑ قسم کی بائیو نک نسلیں تھیں۔ اور اب اس یں سے صرف 45 لاکھ نسلیں ہی بچی ہیں۔ ہی نہیں بہت سی تو خاتمے کے گزار پر ہیں۔"(7)

درخت زمین اور ماحول کا حسن ہی نہیں بلکہ یہ انسان کی بقا کے لیے بھی بہت ضروری ہیں۔ کسی بھی ملک میں جنگلات 25 فیصد ہونے چاہیے جو زمین کے درجہ حرارت کو متوازن رکھتے ہیں لیکن پاکستان میں جنگلات کاٹنے کی وجہ سے جس چار سے پانچ فیصد تک رہ گئے ہیں درخت ہمیں اکسیجن دیتے ہیں اور کاربن ڈائی اکسائیڈ جذب کرتے ہیں اور یہ فضا کو صاف رکھتے ہیں اس سے ہوا میں تازگی برقرار رہتی ہے جو ہماری زندگی کے لیے بہت کارامد ہے لیکن ہم نے پانچ دہائیوں سے نہ درخت لگائے بلکہ کاٹنے پر زیادہ زور دیا.

درخت زمین اور ماحول کا حسن ہی نہیں بڑھاتے یہ انسان کی بقا کے لیے بہت ضروری ہیں اور ارشد چہال نے اپنے ناول بیاڈ گلی میں درختوں کی کٹائی کو موضوع بنایا اور ماحول کی الودگی کی وجہ بتاتے ہوئے بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے بیاڈ گلی کا مرکزی کردار سلمان ہے جو کہ ایک فارسٹ افیسر ہے اس کا تبادلہ بیاڈ گلی میں ہوتا ہے جب وہ بیاڈ گلی پہنچتا ہے تو وہ اس وادی کی خوبصورتی کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"سنوبروں کے دلکش گہرے سبز جنگل کی تازگی نے سلمان کو اس قدر مائل کر لیا تھا کہ وہ ریسٹ ہاؤس کی دیوار پر بیٹھ کر اس کی ہریالی کے حسن میں کھو گیا.... اس جنگل کو دیکھتے دیکھتے اس نے سوچا شاید یہی وہ خوبصورت ماحول تھا جو فطرت نے انسان کے لیے اس زمین پر موزوں کیا تھا"(8)

ارشد چہال اس فطرت کو بیان کر رہے ہیں جو خدا نے ہم کو بخشی قدرت کا حسین تحفہ لیکن اب ہم خود اس ماحول کو الودہ کر رہے ہیں اور اس زمین کو تباہ کر رہے ہیں کتنا خوبصورت ماحول تھا جو کہ مکمل ہونے کے بعد انسان کو رب نے عطا کیا کہ اس میں رہو لیکن ہم اپنی بے وقوفیوں اور نادانیوں کی وجہ سے اس کی قدر نہ کر پائے۔ انسان مہذب ہو گیا لیکن اس نے اس ماحول کو اپنے لئے کافی نہ جانتے ہوئے اس قدرتی ماحول کو تہس نہس کرنا شروع کیا۔ اور ناول میں یہ بات بھی واضع کرتے ہیں کے وادی میں بسنے والوں کے استعمال سے جنگل ختم نہیں ہوتے یہ ان کا حق ہے لیکن جنگل کا صفایا ناجائز طریقے سے درختوں کی کٹائی سے ہوتا ہے۔

"درخت کٹنے کی اوازیں انا شروع ہو چکی تھی کہیں سے کلہاڑے چلانے کی اوازیں ارہی تھیں کہیں سے ارے چلنے کی اوازیں تھیں کہیں کڑکڑا کر طویل قامت درخت کے کٹ کر زمین پر گرنے اور پھر ڈھلوان پر تھوڑی دور تک لڑھک کر بے دم ہونے کی صدائیں"(9)

ارشد جہال اپنے ناول میں درختوں کے کٹنے کے سارے عمل کو بہت تفصیل سے بیان کرتے ہیں وہ جو محسوس کرتے ہیں وہ قاری کو بھی محسوس کراتے ہیں اور ان سب کو پڑھ کر حقیقت کا گمان ہونے لگتا ہے اور درخت کی قیمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جو درخت پل بھر میں کٹ کر گر رہے ہیں ان کو بڑھنے اور پھلنے پھولنے میں سالوں درکار تھے لیکن ان ظالموں نے پل بھر میں پورے درختوں کو کاٹ کر ڈھیر لگا دیا اور وہ اپنی سی کوششیں کرتے رہے تاکہ یہ درخت نہ کٹ پائیں لیکن عیار ٹمبر مافیا جیت گئی اور سلمان کی تمام کوششیں دھری رہ گئیں۔ سلمان نے جب ان سب لوگوں کے خلاف رپورٹ تیار کی اور شمریز کے خلاف چالان تیار کیا۔ اس کا احوال اس اکتباس سے ظاہر ہے۔

"شمریز اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے میں ہوں نا تمہارا کیا خیال ہے وہ تمہارے خلاف کیس بھیج کر تمہیں سزا دلوانے میں کامیاب ہو جائے گا ہر گز نہیں ایسے ہزاروں کیس روزانہ ضلعی دفتروں میں اتے ہیں اور عدالت تک پہنچنے سے پہلے سیٹل ہو جاتے ہیں۔"(10)

ان مافیا کے لوگوں نے سلمان کا تبادلہ دوسری وادی میں کرا دیا۔ ان سب سے ظاہر ہے کہ ٹمبر مافیا کتنی طاقتور ہے اور ہمارے ادارے کم وسائل میں کتنی مشکلات کا شکار ہیں وہ کتنی مشکل سے ایک چالان تیار کرتے ہیں لیکن عدالت میں پہنچنے سے پہلے ہی یہ لوگ اس کیس سے صاف بچ جاتے ہیں۔ یہ سب مسائل ایک فارسٹ آفیسر کو جھیلنا پڑتے ہیں۔ سلمان کے تبادلے کے بعد۔ فارسٹ محکمے کے لوگ دلبر داشتہ ہو جاتے ہیں

وہ اپنے دکھ اور بے بسی کو اگے بیان کرتے ہیں۔

"رہنے دو بادل کٹ جانے دو سارے درختوں کو شیر علی نے غفور کے جانے کے بعد غم و غصے سے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو پیسوں کے عوض اپنی غیرت تک کا سودا کر لیتے ہیں ان کے نزدیک کے درخت کیا چیز ہے۔"(11)

فارسٹ افیسر سلمان کے تبادلے کے بعد اس کے عملے اور گارڈ درختوں کو کٹتا دیکھ کر بہت افسردہ ہوتے ہیں اور ہمت بھی ہار دیتے ہیں کہ جب ایک افیسر کا تبادلہ ہو گیا تو ہم اکیلے کیا کر سکتے ہیں وہ اسی غصے میں یہ سب کچھ بیان کر رہے ہیں۔ اور مایوسی اور بے بسی ان کے لہجے سے عیاں ہے ارشد جہال اس میں یہ بتا رہے ہیں کہ ہمارے ادارے اپنے کم وسائل میں

اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں مجرم کو پکڑنے کے لیے ایک لمبی قانونی جنگ ہے فارسٹ کے محکمے کے پاس وسائل بہت محدود ہیں جو اتنے بڑے جنگل کا محاسبہ کرنے سے قاصر ہیں۔اور اگر مجرم کو پکڑ بھی لیں تو ان کی گواہی اور پھر اس پر قانون کے تحت سزا دلوانے کا عمل بہت سست ہے۔اور وہ عدالت میں جانے سے پہلے ہی مک مکا کر لیتے ہیں۔تبادلے کے بعد سلمان کی ملاقات ایک این جی او سے ہوتی ہے ان کی افیسر مریم کو قدرتی ماحول سے پیار ہے اور وہ جنگلات کے تحفظ کے لئے کام کرتی ہیں جب مریں کو بہت گلی کے درختوں کی کٹائی اور ٹمبر مافیا کی چالاکیاں کا پتہ چلتا ہے تو وہ سلمان کو یقین دلاتی ہیں کہ میں پہاڑ گلی کے جنگلات کی کٹائی کو رکوا کر ٹمبر مافیا سے ازاد کراؤں گی۔اگلی صبح جب سلمان این جی او کے ممبران کے ساتھ بہار گلی پہنچتا ہے تو وہاں بہت شدید بارشیں ہوتی ہیں اور کٹے ہوئے درخت ڈھلوان پر لڑکتے ہوئے لکڑی کے پل کو توڑ دیتے ہیں جس سے پورے علاقے میں تغیانی اجاتی ہے اور قدرت اپنا بدلہ لے لیتی ہے۔سب گھروں کو چھوڑ کر اوپر جنگل میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

"خان صاحب لگتا ہے تندی پر کوئی عذاب انے والا ہے صادق نے کھڑے ہوئے سانس سے کہا کھڑی ڈکی سے کٹے ہوئے تن مسلسل گر رہے ہیں ابھی جو اور تنے گرے ہیں انہوں نے لکڑی والا پل بھی توڑ دیا ہے"(12)

درخت کاٹتے وقت ان لوگوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ قانون قدرت حرکت میں ائے گا اور ان کو اپنے ہی فیصلوں پر پچھتانا پڑے گا اس وقت غرور میں درخت کاٹتے رہے لیکن اب جب تباہی کے دانے پر پہنچے تو گھبراہٹ ہونے لگی کہ گھر تو سیلاب نے تباہ کر دیے اب ہم کہاں جائیں گے. درختوں کے کاٹنے کا بھیانک انجام انہیں تباہی کی صورت میں جھیلنا پڑتا ہے۔اور برائی کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔اور ناول کے آخر میں زمرد اپنے والد سے کہتی ہے۔

"بابا دیکھ لیا درخت کٹوانے کا نتیجہ زمرد نے راسب خان کے بیٹھک میں داخل ہوتے ہی تلخ لہجے میں کہا بیٹی اس وقت ایسی بات کرنے کا کوئی محل نہیں بس دعا کرو نہیں بابا جو لوگ اپنے گھروں کے خود دشمن بن جاتے ہیں خدا ان کے گھروں کی حفاظت کبھی نہیں کرتا۔(12)

ان سب وجوہات کی روشنی میں درختوں کی غیر قانونی کٹائی روکنا بہت مشکل ہے لیکن ان درختوں کی کٹائی سے جنگل ختم ہو رہے ہیں اور مومن شدت اگئی ہے بے موسم برستی ہیں سیلاب اتے ہیں درخت جرکاوٹ کا کام کرتے تھے ان کے کٹنے سے لینڈ سلائیڈ نگ کی وجہ سے تباہی کا سامنا ہے۔ارشد جہان نے ناول میں ماحولیاتی الودگی کو بہت اچھے انداز سے پیش کیا اور وہ تمام مسائل جو درختوں کی کٹائی کی وجہ سے ہمارے موسموں پر ہو رہے ہیں اس کا بہت اچھا بیان سامنے ایا اس کے علاوہ انہوں نے فارسٹ ادارے کی کوتاہیوں اور مسائل پر بہت عمدگی سے روشنی ڈالی اور اس کے علاوہ انہوں نے فارسٹ ایکٹ کی بات کی کہ یہ فارسٹ ایکٹ 1927 میں بنا اور ابھی تک اسی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں عدالتوں میں اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔۔

حوالہ جات

1. Widipedia.org
2. Askfilo.com
3. ریاض احمد وارث، محول اور اسکی آلودگی، وارث پبلی کیشنز، نیا بھنڈا اسلام پور، ص9
4. ڈاکٹر اشرف جاوید، پاکستانی اردو نظم ماحولیاتی تناظر میں، بکس اینڈ ریڈر، ملتان، ص18
5. جمال نصرت، ہمارا محول اور ہماری ذمہ داری، بارود خانہ گور گنج لکھنو، ص16
6. مجید امجد، مرتب تاج سعید، چراغ طاق جہاں سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ص5
7. جمال نصرت، ہمارا محول اور ہماری ذمہ داری، بارود خانہ گور گنج لکھنو، ص38
8. ایضاً، ص368
9. ایضاً، ص332
10. ایضاً، ص368
11. ایضاً، ص339
12. ایضاً ، ص336